

اِنَّا بِرِسَالَةِ الْبَيْتِ لَمَّا شَاكَرُوا اَوَّامًا كَفُورًا

CHAND



Red  
57



در تصویر عالم پریس لکھنؤ دیواری آنالیز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سوال عسیر الاغلول

مسال محمود آباد میں بتایا کہ ہشتم ماہ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ  
 کہ روز تقسیم حاضری حضرت عباس علیہ السلام تھا مجمع عام  
 میں شیعوں کے ایک شیعہ ساکن بھوان نے اس حقیر سے یہ سوال کیا  
 کہ جناب والا ظاہر یہ ہے کہ جو کچھ مقدر جانب خدای تعالیٰ  
 سے حق میں عید کے ہوتا ہے وہی بندہ سے سرزد ہوتا ہی خواہ سرقہ  
 وزنا خواہ ناز و روزہ اور علاوہ مقدر کے کچھ بھی کسی بندہ سے  
 سرزد نہیں ہوتا ہے پس اس صورت میں ہر گاہ ہر حال میں بندہ عاجز  
 تابع تقدیر رہا پس بندہ کا نہ سرقہ وزنا میں کوئی قصور اور نہ اکل حرام  
 میں کوئی جرم لازم آیا تا وہ سزا و عذاب کا مستحق ہو بلکہ جو کچھ کیا  
 اس نے اپنی تقدیر سے کیا نہ تقدیر میں ہوتا نہ یہ واقع کرتا پس بندہ  
 اپنے افعال میں تابع تقدیر نہ رہا ہو کر مجبور و مسترد ہوا

حالانکہ مذہب اہل حق میں بندہ فاعل مختار ہے غیر مجبور از جانب  
 رب غفور چنانچہ اسی وجہ سے بندہ اپنی نیکی پر ضرور خیر اور بدی پر  
 ضرور سزا پاتا ہے پس کیا مطلب صحیح ہے تقدیر مقدر کا تا بندہ  
 موافقت تقدیر میں خارج از مجبوری ہو و اور فاعل مختار ہونا  
 اسکا صحیح ہے نہ اہل مذہب اہل حق کے اور ثواب عقاب ضروری میں  
 ہی باطل نہ ہونے پائے اور حاصل سوال یہ ہے کہ پابندی تقدیر بندہ کو  
 پابند شرع نہیں ہونے دیتی مثلاً بندہ کو سرقہ میں پابندی تقدیر پابند  
 شرع نہیں ہونے دیتی ہے کہ وہ ترک سرقہ ہے پس شرع مقابل تقدیر  
 عبث و بیکار ہو گئی حالانکہ شرع ہر گز بیکار نہیں ہو سکتی کہ  
 اسی شرع کی پابندی و مخالفت پر مدار جزا و سزا ہی من اللہ بروز  
 قیامت اور تقدیر اللہ بھی عبث نہیں کہ فعل الحکیم علیہم السلام ہر گز  
 عبث نہیں ہو سکتا ہے فکیف التوفیق بینہما تاکہ صحیح رہے  
 تقدیر الحکیم اور بھی شرع اوی خدا ہی علیم کی اب آپ براہ ہدایت  
 ایسی عبارت صاف صریح میں حل اس اشکال عسیر الاخلال کے

فرمائی کہ ہم ایسے جاہل بھی اور سکو سمجھ جائیں اور فائدہ نامہ ملے  
اور ٹھائیں۔ بنیوا تو جبروا۔

اجکواب وبالله التوفیق والتأیید

آگاہ ہو سائل عاقل غیر غافل کہ مراد تقدیر سے کتابت لوح محفوظہ  
اور تقدیر کر نیوالا مقدر کا نسبت مخلوقات کے و عالم الغیب لشہادۃ  
قدیم ازلی ہی کہ جسکا علم عین ذات مثل ذات مقدم ہوا لا تقدیر  
وصاحب تقدیر دونوں پر حتماً براہین ساطعہ و دلائل قاطعہ  
اور یہ دونوں موخر میں علم سے خدای تقدیر کنندہ کی خبر مابدہیتہ  
پس معنی تقدیر کے یہ ہیں کہ بندہ سے جو کچھ واقع ہو نیوالا تھا بعد  
وحیات بندہ کی قطعاً چونکہ وہی علم میں اسکی تھا لہذا اسی علم کی  
موافق اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا جو بندہ کر نیوالا تھا یعنی لوح محفوظہ  
لکھ دیا کہ فلاں امر فلاں بندہ سے صادر ہوگا اور یہیں ہے کہ فعل مقادیر  
بوجہ تقدیر کے بندہ سے واقع ہوا اور نہ واقع نہوتا تا بندہ مجبور و معذور  
ہوے بلکہ اس تقدیر سے بار تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کو ظاہر کیا اور

سفر تقدیر

وقفیت کو اپنی نسبت کل خبریات کلیات کے تاہر وہ شخص کہ جو  
 تقدیر عبد پر قبل فعل عبد یا بعد فعل عبد مطلع ہو مثل ملائکہ و انبیاء  
 و ائمہ علیہم السلام کی تفصیل جان لی کہ خداوند عالم عالم ہر کل  
 کلیات و خبریات کا مخلوقات ہے۔ اور ہرگز علم وقوع فعل عبد کلام  
 بغرض اظہار علم لکھدینا اس فعل کا کسی نامہ بین علت وقوع فعل کے  
 نہیں ہے عبد سے تا وہ عبد اس فعل کے واقع کرنے میں مجبور و معذور  
 ہو جائے مثلاً زید کو علم وقوع سرقہ کا نسبت کسی اپنے غلام کے تھا  
 اور بغرض اطلاع اپنے کسی دوست کی اسے اس امر کو لکھ بھی دیا تھا اور  
 اس غلام نے سرقہ کیا تو علم زید کا اور لکھدینا اس کا سبب  
 سرقہ غلام کا نہ ہو گا اس لئے کہ اگر قطع نظر کی جائے علم زید اور کتابت  
 تو بھی وہ غلام سرقہ کرتا پس علم زید و کتابت زید کو کچھ بھی دخل  
 سرقہ غلام میں نہیں ہوا تا غلام سرقہ پر مجبور و معذور ہو کر غیر مستحق  
 سزا کا ہو اور اسی لئے زید کو عالم سرقہ کہتے ہیں اور غلام کو سارق  
 کہتے ہیں اس لئے کہ علت فعل سرقہ کی خود ذات غلام ہے نہ علم کسی

دوسرے کا واسطے کہ سرقہ فعل اختیاری ہے خود سارق کا اور سرقہ  
 سے از جانب شرع قطع دست کا حکم ہو نسبت اسی سارق کے نسبت  
 عالم سرقہ کے۔ پس تقدیر سے مقصود فقط اظہار علم عالم ہے نہ وجہ  
 کتابت وقوع فعل اختیاری از عبد بقابوی عبد اور اس اظہار علم پر  
 الیگزہ بھی تعلق جبر کا نہیں ہے عبد پر از جانب بعلیم و اکبر بدیمہ  
 پس بندہ مختار ہے جزا نہ مجبور ہے نہ معذور اپنی افعال اختیار میں  
 اصلاً پس اگر وہ فعل عبد کا مامور نہ تھا شرعاً مثل نماز و روزہ کی تو  
 بجاوری اس فعل کے حسن اختیار عبد سے ہوگی اور وہ عبد اپنی  
 اوس عمل خیر پر حتماً جزا و ثواب پائیگا روز جزا حسب وعدہ  
 صاحب شرع اور اگر وہ فعل منہی عنہ تھا شرعاً تو بجا لانا اوس کا سوا  
 اختیار سے عبد کی ہوگا پس وہ عبد اپنے اس عمل بد پر بلاشبہ سزا  
 و عقاب پائیگا بروز قیامت حسب عید صاحب شرع موافق حدیث  
 ان خیراً خیراً و ان شراً فشرّاً پس بندہ موافق تقدیر کے بجالانے  
 فعل پر الیگزہ بھی مجبور نہ ہو اپنی عمل خیر و شر پر بدین وجہ کہ وہ عبد

عمل نیک کو بحسن اختیار خود بجالاتا ہے اور عمل بد کو بسوء اختیار خود  
 بلا جبر کسی جاہل کی اور اس وجہ سے بندہ کو فاعل مختار کہتی ہیں حسب  
 ذہب اہل حق۔ پس وہ عبد فعل مامور بہ شرعی کی بجائے مین مطیع  
 خدا ہو کر مستحق ثواب کا ہوتا ہے آخر تین اور فعل منہی عنہ شرعی کے  
 بجائے مین وہ عاصی نافرمان اپنی مالک کا ہو کر مستحق عقاب کا ہوتا ہے  
 بروز قیامت پس عبد مرقہ مال و اکل حرام میں مجرم شرع ہو کر مستحق  
 و عقاب کا ہو جائے یا وجہ نافرمانی اختیاری کی اور موقت تقدیر محبت  
 مجبوری نہیں ہوتی اس لئے کہ مقصود تقدیر سے فقط اطہار علم مروجہ کا  
 ہی بذریعہ کتابت اور علم و کتابت اصلاً سبب جبر نہیں ہے عبد پر بدست  
 اور اسی عدم جبر سے ظالم پر خدا اپنی لعنت کو اور صائم پر اپنی رحمت  
 کو وارد و لازم کرتا ہے پس اگر عبد اپنے فعال اختیار میں مجبور ہوتا  
 تو اس پر نہ لعنت ہو سکتی نہ رحمت باری بوجہ بے اختیاری  
 بلکہ بندہ فاعل مختار ہے اپنی افعال اختیار میں جیسا کہ گذرا اور یہی وجہ ہے  
 عبد ظالم مستحق لعنت اور عبد صائم مستحق رحمت ہوتا ہے جانب

رب عادل سے فرض تقدیر کرنا خدا کا علت وقوع فعل عبد نہیں ہے  
اور سوا اظہار علم کے اپنی اولیا اور اجبا پر کوئی تعلق اس کو فعل عبد سے  
نہیں ہے پس تقدیر کر نہیں خدا کی ایک ذرہ بھی جبر نہیں ہے عبد پر جاننا  
سے بریہ بلکہ وقوع حتمی فعل کا عبد سے نفس الامر میں سبب تقدیر مقدر  
کا نہ تقدیر مقدر سبب وقوع فعل کا عبد سے مثل اس کے کہ جیسا گھوڑا  
نفس الامر میں تھا ویسے ہی تصویر اس کی ہو اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ  
جیسی تصویر تھی ویسا گھوڑا ہو گیا پس یہاں بھی یہی حال ہے کہ ہو فعل  
اختیاری عبد کا جسطرح عبد سے نفس الامر میں واقع ہونی والا تھا ویسا  
علم اس کا باری تعالیٰ کو قبل سے ہو گیا اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ جیسا علم  
الہی میں گذرنا تھا ویسا ہی فعل عبد سے تبعیت علم الہی واقع ہوا  
حاصل یہ ہے کہ اس پہل ہے اور تصویر اس کی تابع ہے مطابق ہو نہیں  
اس پہل کی پس نہیں کہہ سکتے کہ اس تابع ہے مطابقت میں تصویر کا  
بسیب صالت اس پہل کی پس یہی فعل عبد پہل ہے اور علم اس کا مطابق  
اس فعل عبد کی ہے اگرچہ مقدم ہوا اور ازلی ہو اور یہ نہیں ہے کہ فعل عبد



تابع ہو وقوع اور طابقت میں علم الہی کا بوجہ صالت فعل کے  
 پس علم وقوع فعل عبد علت وقوع فعل عبدی نہیں بلکہ یہ فعل  
 اختیار عبد قصد و قابوی عبد واقع ہونے پر اس بوجہ استحقاق جزا  
 و ثواب موفقت حکم میں اور استحقاق سزا و عقاب مخالفت حکم میں  
 واسطے عبد کے حاصل ہوتا ہی پس تقدیر کہ نہیں اس واسطے علم کا الی  
 کی کوئی نقص و الزام ذات قادر منعم پر عائد و وار و نہیں ہو سکتا ہے  
 لکنہ تعالیٰ شانہ لا یفعل قلیلاً ولا یخل بواجب یعنی اس لیے کہ  
 وہی اللہ تعالیٰ نہیں کرتا ہر کوئی فعل قلیع بوجہ علم و قادر و خنی بالذات  
 ہونے کی اور اخلال کرتا نہیں یعنی ترک کرتا نہیں کسی فعل واجب  
 الوقوع کو جس کے اوہ و حکمت کا بلکہ خود فائدہ علیہ حکیم و قدیر  
 الحاصل تقدیر ایک ظہار و بیان کے امر و قہی جمعی الوقوع کی وقوع  
 کا بعد سے حتماً اختیار عبد بلا جبر جار اور دلیل قطعی ہے امر و نہی کا  
 ہونا بعد تقدیر اس کی طرف عبد پر اور متابعت امر و نہی پر بعد حتماً  
 اور مخالفت امر و نہی پر بعد سزا کا ہونا واسطے عبد اور جبر میں

الامر

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

پس تقدیر اجبار نہیں بلکہ اخبار ہی وقوع جنی سے ہر واقعہ عبد کے

از جانب عالم ازل صادق بیان کہ جس کے خلاف وقوع نہیں ہے

اس عبد سے دروہم و گمان و تردد شروع جاری کرنا یعنی امر و نہی کا

جاری کرنا عبد پر بعد تقدیر نہیں ہر کار اختیار و امتحان عبد

بہ عمل عیب محسن اختیار خود اور ترک عمل بسوء اختیار خود اور وجہ

اس اختیار و امتحان کی یہ ہر کہ تا منکشف ہو جائے سب پر حال

تابع و تارک دونوں کا پس تابع کو بوجہ متابعت حکم کی جزا و ثواب

دیا جائے اور تارک کو سبب مخالفت حکم کی سزا و عقاب دیا جائے

یہ شبہ کہ ہر گاہ خدا کو علم متعادم تحمل ایمان کا بہ نسبت کسی کافر

کی یا علم متعادم ترک فسق کا بہ نسبت کسی فاسق کے تو ایسے کافر کو حکم

ایمان لانا یا کافر فاسق نہ کہہ کر کہ حکم ترک فسق کا کیونکہ زیادہ حالیکہ

موافق اپنی علم کامل کے وہ یکتا بت بقدر کہ چکا تھا کہ نہ وہ کافر

ایمان لانا یا کافر مثل فرعون اول کے اور نہ وہ فاسق ترک فسق کر چکا

مثل شرعون ثانی کے پس علم عبد شہوا اور کیا پس فعل اس شہوا  
 اس طرح ہے کہ کافر و فاسق اپنے کفر و فسق میں مجبور ہیں نہیں جیسا کہ  
 اوپر بیان ہوا البتہ علم الہی میں و نہکانہ ایمان لانا اور نہ اطاعت  
 کرنا گذرا ہے اور صرف علم عدم ایمان اطاعت مانع خطاب نہیں مگر تاہی  
 مان اگر مسلوب اختیار ہوتی تو خطاب با ایمان و اطاعت تسبیح  
 ہوتا و اذلیس قلمیں اور بیان سبب خطاب کا محض ختم حجت ہے عبد پر  
 جانب معبود حسب قبل خود باری تعالیٰ فللہ الحمد الباقی اس لئے  
 ہمیشہ خدا کی حجت بندہ پر تمام ہوا کرتی ہے خدا تعالیٰ کہی محجج و ملزم  
 نہیں ہوتا ہے اور بندہ کی حجت کہی خدا پر تمام نہیں ہوتی ہے بلکہ بندہ  
 ہمیشہ محجج و ملزم ہوتا ہے بمقابل خدا پس اگر صرف علم عدم ایمان  
 و اطاعت کی وجہ سے خدا و نئے خطاب فرماتا اور قیامت میں  
 کفر و فسق پر عذاب کرتا تو امر بالعکس ہو جاتا یقیناً بدیہہ اس لئے  
 کہ بندہ اپنی مافوق ہونے پر یہ کہتا کہ اے خداے عاقل تو نے خطاب  
 ایمان لانے اور ترک فسق کا مجھ کو کب کیا کہ میں ایمان لاتا اور ترک

فسق کرتا ہے خطاب نہ کرنے سے میں بخایاں لاؤں نہ ترک نہ تو کیا  
 مجھ کو تو ماخوذ کیوں کرتا ہے پس اس صورت میں خدا مجھ کو واپس بندہ  
 سے ہوتا اور حجت بندہ کی خدا پر تمام ہوتی نہ حجت خدا کی بندہ پر  
 اور وہ اصلاح نہیں ہو عقلاً و نقلاً پس خطاب اٹھا للہجت  
 من رب الارباب واقع ہوا نہ عبث و بیکار لعن رض  
 یہی دونوں امر وہی مدار جزا و سزا ہیں بہ نسبت ہر عبد کے  
 روز جزا از جانب خالق بہیتا چنانچہ اس طرف مشیر ہے  
 اَکَلَامُ مَلِكٍ عَلَامٌ مِّنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمِنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ  
 پس اس بیان پر ایمان سے تقدیر و شرع دونوں کا اجتماع بلا امتناع  
 صحیح ثابت رہا بلا خفا واللہ هو الہادی الی طریق مستقیم  
 قررہ و حررہ و مرتبہ و ہدٰی بہ العبد القاصر العاکس  
 رضا علی عفی عنہ فی آخر الیوم من آخر الربیعین ۱۳۲۳ھ

# تقریر من تشاء و تذلل من تشاء بیک انجیر

در بیان مان سرت تو امان رساله شریفه و بحال نفیقه مصنفه عمده الحقیقتین  
زبدۃ المذتبین جامع الحقیق و المنقول حاوی الفروع و الاصول خفیه  
المولوی المهر زار رضا علی حسامی الله المسلمین بطول بقاء  
المسمی به

## رساله سهل متمنع

در حل اشکال متعلق به آیه تقریر من تشاء و تذلل من تشاء بیک انجیر  
بحسن اهتمام و سعی مالا کلام و تصحیح تام سند معتبر دار و غف  
سید محمد صاحب زیدت له المواهب  
السرودت به دار و غف چیدن صاحب  
مالک مطبع و شید محبتی حسن شیر مطبع

و تصویر عالم بر پس لکهنو دیو و دیوهای غامضه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال از علما امامیہ کثرہم اللہ فی البرہ

کیا مطلب مراد ہے عزت و ذلت سے جو قول باری تعالیٰ تَعَزَّیٰ عَنْ شَتَاۓ  
وَتَذَلُّ عَنْ شَتَاۓ میں مذکور ہے اور وہ عزت کون سی تھی جو فراعتہ متقدّمین  
و متاخرین کو مع نیرید پیید و امثال کو اوٹھے ملی باوصف تبعید کے  
اونکو اللہ تعالیٰ سے اور وہ ذلت کونسی تھی جو مقربان خدا کو خصوصاً حضرات  
ال محمد علیہم السلام کو حاصل ہوئی باوجود تقرب بید کے ان سب کو طرف  
اللہ تعالیٰ کے حالانکہ خود اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقین میں عزت کو خاص  
اگر دانا ہو واسطے اپنی ذات مقدسہ اور واسطے اپنے رسول مقبول و مومنین کے  
کہ فرمایا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ ۝ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اِیْس سایل ہدایت طلب ہے

اس امر کا کہ باین اختصاص و تقریب باری مقرب کو بید ذلت پہونچی  
اور منحرف و مردود باری کو بان تبعید عزت بید حاصل ہوا سنے  
کوئی وجہ صحیح ضرور ہوگی اسنے کہ خدا تعالیٰ عادل و صادق لا ریب فی  
ذلک امیدوار ہے کہ لوجہ اللہ اسکی کوئی وجہ صحیح و وجہ کہ ضرور ہوگی  
زیب تحریر فرمائیے تا باعث تسکین قلبائل و رفع اختلاف ہووے

بنیوا تو جبروا

باسمہ سبحانہ و لمحمد

المجواب باللہ التائید والاصواب

اولا ایسے چند مورطوطہ مقدمہ کے مذکور ہو چکے ہیں کہ انہیں سے جواب باصواب  
ولو بالاجمال بحال و ضوح واضح ہو جائیگا پہر حل شکل کے بالتفصیل انشاء  
اللہ بخلیل سلک تحریر میں منسلک ہوگی بحولہ و قوتہ تعالیٰ  
امر اول خداے تعالیٰ علیم ہی بالذات اور علم اوسکا عین ذات ہے  
کما تقر فی مقررہ پس کسی فعل میں اوسکے قبح جہل کو راہ نہیں ہو سکتی  
ہے بسبب عینیت علم و ذات کی۔

امر دوم اللہ تعالیٰ قادر بالذات بھی ہر اور قدرت بھی اوسکی عین ذات



ہی کہا برہن علیہ فی محلہ پس کسی امر میں اوسکے قبیح عجز کو دخل نہیں ممکن ہے  
بوجہ عینیت قدرت و ذات کے۔

امر سوم وغنی بالذات بھی ہے کہا ہو محقق فی علم الکلام پس کسی  
فعل میں اوسکے کسی طرح قبیح احتیاج کو گنجائش نہیں ہو سکتی ہے  
بوجہ غنائے ذات کے۔

امر چہارم وہ حکیم مطلق بھی ہے بالذات کہا ہو ثابت فی مقامہ  
پس کوئی فعل اوسکا خالی از مصلحت و حکمت ہرگز نہیں کہتا ہے  
پس ہر فعل میں اوسکے کوئی مصلحت و حکمت ضرور ہوگی اگرچہ اوس مصلحت کا  
ہم پر ظہور نہ ہو مگر ہمارے علم میں نہونے سے خود نفس مصلحت نابود نہوگی  
کہ وہ فعل ہر حکیم مطلق و قادر کا پس وقوع قبیح کا مطلقاً حکیم مطلق و قادر  
و حکیم وغنی بالذات سے محال ہے حتماً و جزاً اسلیئے کہ وقوع امر قبیح کا  
یا جہل یا عاجزی یا محتاجی سے ہوتا ہے اور ذات کاملہ باری تعالیٰ میں  
ان صفات قبیحہ نقص کا وجود محال ہے یقیناً قطعاً بوجہ عینیت ذات  
و علم و قدرت و غنی کی حسب مقدمات مذکورہ بالا کہا لا ینحی ۛ  
پس وقوع امر قبیح کا بھی بدیہۃً اوس سے محال ہوا بلکہ وہ حکیم و قادر



حسب مصلحت و ارادہ خود حسب طرح و حسب وقت جس کے کا واقع کرنا اوسکے  
علم کامل میں اصلاح گذرنا ہے وہ اوسکو اوس طرح اوسکے وقت اصلاح  
ظاہر و واقع کرتا ہے بارادہ خود بالضرور یا تعجیل و تاخیر بِقَدَرِ عِلْمِ عَلِيمِ قَدِيرِ  
پس حاصل یہ کہ وہ حکیم و قادر و علیم و غنی امر قبیح کو کسی واقع نہیں کرتا ہوا  
و حسب وقوع کو ترک نہیں کرتا ہوا و یہی معنی ہیں عدل خدا اور اسی راہ کے  
کثیر ہیں اہل عدل اِنَّ اللّٰهَ عَادِلٌ یَّعْنٰی اِنَّ اللّٰهَ لَا یَفْعَلُ قَبِيْحًا وَّ لَا یُخْلِیْ  
جِوَابِ اِی اللّٰہ تعالیٰ کوئی فعل قبیح کرتا نہیں جو علیم و قادر و غنی باللہ  
ہونیکے اور ظلال کرتا نہیں یعنی ترک کرتا نہیں کسی فعل و حسب وقوع کو  
حسب ارادہ و حکمت خود پس اسی بیان بابرہان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ  
جو فعل اللہ نسبت کسی بندہ کے واقع ہو عام اس کے کہ وہ بندہ مقرب یا رعی  
یا وہ مرد و داری ہو اور وہ فعل عام ہو اس کے کہ چشم مردم میں عزت ہو  
یا ذلت بالضرور اس فعل اللہ میں کوئی مصلحت و حکمت صحیحہ و درجہ و حیو  
ہوگی یقیناً نظر خالق حکیم و علیم میں جتنا واسطے کہ فعل اللہ میں تسبیح کو  
صلارہ نہیں ہے حسب مقدمات مسطورہ بالا و نفس الامر میں عزت  
وہ ہو جو نظر مالک حقیقی میں عزت ہو اور یہ طرح ذلت نہ ہے جو پیش

مالک حقیقی ذلت ہو اور عزت بندہ کی عند اللہ ایمان ہے باللہ اور  
طاعت خدا اور ذلت بندہ کی عند اللہ کفر باللہ ہے اور معصیت خدا  
چنانچہ اللہ عزوجل نے اسی عزت و ذلت کو بیان فرمایا ہے اپنے قول پر

تَعَزُّ مِنْ تَشَاءٍ وَقَدْ لَمْ يَنْ تَشَاءٍ مِّنْ اَسْ تَعَزُّ مِنْ تَشَاءٍ يَا اُولَیْہِ الْاِیْمَانِ

اور طاعت کرو ذلت دینا ہو تو جسکو چاہتا ہو پس بندہ مومن

مطلوبہ اگرچہ نظر ظالم و اتباع ظالم میں ذلیل دکھائی دے مگر نظر خالق

عادل میں وہ مومن بہر حال میں معزز و رفیع الدرجات رہتا ہے بوجہ عزت

ایمان و طاعت کی اور بندہ ظالم کافر ہو یا منافق اگرچہ نظر امثال میں اپنے

وہ معزز سمجھا جائے مگر نظر مالک عادل میں دائمًا ذلیل و خوار و لائق درکات

نار ہوتا ہے بوجہ ذلت کفر و نفاق کے پس حسب سطح مقدمہ عبادت کا عبادت

ہوتا ہے مانند وضو کے مثلاً اسی طرح جو ذلت مقدمہ عزت بدریکہ واقع ہو

وہ عزت ہی نظر خالق حکیم میں نہ ذلت اور جو عزت مقدمہ ذلت ابدی کا واقع

ہو وہ ذلت ہے نظر خالق عادل میں نہ عزت پس فراغت متقدمین متاخرین

و امثال کو اونکے جو ظاہر عزت فانیہ ملک مال و حکومت باطلہ محضہ

حاصل ہوئی وہ مقدمہ ذلت ابدیہ کا ہر پیش خالق علامہ وہ ذلت واقعیہ

محض ہوئی بوجہ کفر و نفاق کے نہ عزت و وقیعہ اور قربان حنہ و انحصار  
حضرات آل محمدؑ و احنا لم افداکوا جو ہاتھ سے ظالموں کے ذلت قید  
و قتل و غارت و اسیری کی ظاہرین حاصل ہوئی وہ مقدمہ عزت باقیہ  
ابدیہ کا ہو کر پیش قادر بے نیاز وہ عزت حقیقیہ و وقیعہ ہوئی بوجہ  
ایمان و طاعت خدا کی نہ ذلت و وقیعہ حسب مقدمہ مذکورہ بالا بلکہ ان حضرت  
کو علاوہ عزت ابدیہ کی عزت شفاعت بھی حاصل ہوئی من جانب اللہ  
مثلاً رسول اللہ ﷺ ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء پس اسی عزت ابدیہ  
باقیہ و وقیعہ حقیقیہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے خدای عادل و صادق نے  
اپنے کلام معجز نظام میں واللہ العزیز و الوہاب و المؤمنین اور حاصل تقریر  
و تحریر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں دلیل کرتا ہر اپنے اولیا و صفیا کو اگرچہ  
بظاہر بلائے فقر و فاقہ مع دیگر مصائب صعبہ و شاقہ میں مبتلا کرے حسب  
مصلح عظیمہ مگر وہ بلا یا برسبیل اذلال نہیں ہوتی نسبت ان کے کسی طرح  
حکیم عادل سے بلکہ وہ بلا یا اور تحمل و صبر و ان بلا یا پر محض ذریعہ ہوتا ہے  
اون ولیا کے اعزاز و اجلال کا آخرت میں بدلہ اب حسب تحمل ہر ایک  
بر مصائب و نوائب روست ظلمہ کفرہ تا غیر تحمل بلا یا پر استدعی اوس

اعزاز و اجلال کا انہو کے سبب عدم تحمل کے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ابتلا  
ببلا یا اولیاء خدا کو کھینچتا ہے طرف صبر کرنے کے بلایا پر با قوت دفع  
بوجہ تقرب با خدا اور با قدرت اعجاز برابر ہلاک اعدا مگر یا آئینہ صبر و تحمل  
کرنے سے بلایا پر صاف ظاہر ہوتا ہے کمال ایمان باشد اور ایقان عرفان  
تام باز و منان پس وہ اولیاء خدا بوجہ ابتلا ببلا اور صبر و تحمل کرنے پر مستحق  
ہوتے ہیں مراتب رضوان اللہ و قرب اللہ کے حسب مراتب ابتلا و صبر  
کی کہ غیر اونکا اوس رتبہ عزا و اجلال پر فائز نہیں ہو سکتا بوجہ عدم  
تحمل کے پس یہ ابتلا ببلا یا بصبر و تحمل بر بلا یا مقدمہ اجلال ہو کر خود اجلال  
ہوا حسب مقدمہ مذکورہ بالا نہ اذلال پیش قاور ذواجلال اور مثال  
اس ابتلا ببلا یا اللہ کی جو مقدمہ اجلال ہو کر خود بھی اجلال ہوا اطلاق  
احمر ہے کہ جب وہ مصیبت پگھلنے اور رحمت چوٹ پر چوٹ کھانے کی  
اوٹھا تا ہے تب وہ اشرفی بن کر سکھ راج سلطان ہوتا ہے اور اعدا و دینکو  
فراغت ہونے پر غیر فراغت جو عزت مال و حکومت باطلہ ملی وہ بر سیل  
اعزاز و انکونین ملی بلکہ وہ بر سیل استدرج ملی یعنی ظاہر میں احسان  
اور باطن میں خدلان پس وہ عزت و دولت واسطے ذلیل کر نیکی ملی

ہوا و نگو آخرت میں نہ واسطے عزاز و اجلال کے چنانچہ ہی ستر ہجرت با  
 اذلال کو خود خداے تعالیٰ قرآن شریف کے پارہ نہم و رکوع سیزدہم میں  
 فرماتا ہے وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كَسَبَتْ لَهُمْ جَهَنَّمُ مِنْ حَيْثُ لَا  
 يَعْلَمُونَ اے جن لوگوں نے تکذیب کی ہماری آیات کی قریب ہے کہ  
 جہنم میں ہم تھوڑا تھوڑا طرف اس خیر کے کہ ہلاک کرے او کو اس طرح  
 سے کہ وہ نہ جانیں گے کہ کیا ارادہ کیا گیا ہو سات و نکے اس مال دینی سے  
 اور ہی کو ستر ارجکتے ہیں یعنی خداے تعالیٰ تو اثر کرے اپنی نعمات کا وجود  
 منہمک ہونے اُن لوگوں کی گمراہی و نافرمانی میں پس جس قدر وہ لوگ  
 نعمت زیادہ پائیں و نکی نافرمانی زیادہ ہو اور تجدید معصیت کریں پس  
 درجہ درجہ ہر نعمت پر وہ معاصی میں دخل ہوں سبب اثر نعمت کے بگمان  
 اس امر کے کہ یہ تو اثر نعمات واسطے ہمارے حاصل ہیں اللہ اور یہ سبب  
 ہمارے تقرب الی اللہ کے ہو حالانکہ وہ تو اثر نعمت خدا لاں موجب  
 بے نصیبی ہو جانب خدا سے اور سبب و سکا تقرب نہیں ہے بلکہ  
 متعدد و دوری ہو اللہ تعالیٰ سے و اُمّی لہم اے مہلت دیتا ہوں میں  
 او نلو کو نلو ان کی دینی متین ای گرفتار کرنا میرا شدید ہو اور اس اخذ شدید کو

خدا تعالیٰ نے کید متین فرمایا ہے بد یہ وجہ کہ وہ شبیہ ہر کید سے بابر حیثیت  
 کہ ظاہر میں استدراج احسان ہے اور حقیقت میں خذلان و حرمان ہے  
 کذا فی تفسیر المدارک۔ پس مراد استدراج خدا سے یہ ہے کہ کسی کو  
 گناہ پر ابتداء گرفتار نہ کرے بلکہ اوسکو مہلت دے اور روز بروز نعمت  
 اوسکو زیادہ عطا کرے اور وہ غافل اسکے انجام سے ہوا آخر کو عذاب اللہ  
 اوسکو گرفتار کر لے اعوذ باللہ من الاستدراج چنانچہ اسی معنی سے  
 دعاے عرفہ میں صحیفہ کے یہ فقرہ وارد ہوا ہوا وَلَا تَسْتَدْرِجْنِي بِأَمْرٍ  
بَعْضِهِ خَيْرٌ مِنْ بَعْضِهِ یعنی خداوند استدراج نہ کرے تو ساتھ میرے بسبب مہلت دینے کے مجھکو  
 اے تا غافل نہ ہو جاؤں میں۔ اور صاحب مجمع البیان مقام بیان استدراج  
 میں اس حدیث کے ناقل ہیں کہ حضرت صادق علیہ السلام فرمایا کہ جب  
 واقع کرے بندہ کوئی گناہ اور نعمت جدیدہ اوسکو خدا عطا فرمائی پس یہ بندہ تو  
 واستغفار اوس گناہ سے نہ کرے پس ہی استدراج ہر ای معنی استدراج کے  
 یہی ہیں کہ چون بندہ گناہ کرے خدا تعالیٰ اوسے نعمت زیادہ دی جاتا  
 خدا اوسپر تمام ہو اور وہ گرفتار عقاب خداوند قرار ہو پس اب کالشمس  
 فی نصف النہار ہویدا و آشکار ہو گیا کہ فراغہ متقدمین و متاخرین

مع دیگر مثال کو اونکی کثرت مال وغیرہ کاملنا بحیثیت اعزاز و اجلال نہ تھا  
 بلکہ محض برسبیل استدراج و امہال تھا حسب شہادت خود باری تعالیٰ  
 بقول خود سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ هُمْ اَمْ مِّنْ اَيْنَ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ  
 بدترین اذلال و باعث نکال ثابت و واضح ہوا واسطے فراعنہ و امثال  
 فراعنہ کے بوجہ کفر و نفاق کے پس اب تو استدراج باعث اذلال کو  
 اعزاز و اجلال کہنا ایسا ہے کہ جیسے سراب کو پانی حالانکہ وہ خاک ہے  
 اور مثال استدراج کی یعنی جو نعمت ظاہر میں احسان اور نفس الامر میں  
 دلیل خذلان و موجب حرمان ہو یہ ہے کہ کوئی سلطان عادل اپنے  
 کسی غلام نافرمان بچہ کی گردنیں ایک بچہ پر ظلام مع بیاقوت و زبرد  
 و الماس پیش بہا قیمتی تانے کر دے کہ وہ نفس الامر میں پہانسی ہو  
 برسبیل احسان ظاہر میں ڈالی اور وہ غلام عاصی متمرّد اوسکو نسبت  
 اپنے اعزاز و احسان سلطان سمجھ کر خوش و مسرور ہو کر چلی  
 پس وہ زنجیر ادنیٰ تکان میں اوسکے گلو کی پہانسی ظاہر ہو کر ملک  
 ہو تو کوئی شخص اس عطائے سلطان کو بہ نسبت اوس غلام کے  
 اعزاز و اجلال نہ کہے گا بجز اس کہنے کے کہ بادشاہ عادل نے اس



غلام نافرمان سجید کے ساتھ ستر راج کیا یعنی ظاہر میں احسان  
 اور حقیقت میں حرمان بلکہ بیجان یا ذلال کیا جو نافرمانی سجید کے  
 اعکاس اللہ کے استیجاب فراعنہ و مثال فراعنہ کو سوائے  
 ستر راج کے کہ عین ذلال من اللہ متعال ہے ایک ذرہ بھی عزت  
 و اجلال کا نشان نہ ملا اور قربان قادر ذوالجلال کو سوائے عزت  
 و اجلال کے ایک ذرہ بھی شبہہ اذلال کا حاصل نہیں ہوا بلکہ صبر و  
 تحمل اور نکاب لایا اور رزایا پر باعث ظہور کمال ایمان و عرفان  
 اور سبب حصول مدارج بے انتہا مدار بقا از جانب عادل بہیشتا  
 ہوا واللہ ہوالہادی الی صراط مستقیم تمام شد جواب مسلی پہل متمتع  
 القیہ و نطقہ العبد العاصی رضا علی عفی عنہ جبرائیل یوم النخیس الخامس عشر  
 من شہر رمضان المبارک ۱۲۳۰ ہجری قبلہ



